© rasailojaraid.com

جو سال ہا سال کی سفارت کاری کے بعد کہیں شروع ہوتے ہیں اور پھر غیر معینہ مدت کیلئے ٹوٹ جاتے ہیں۔

انڈیا سے تجارت کرنا اور اسے واہگہ کے راستے افغانستان تک زمینی رسائی دینا۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں کی پرانی آرزو تھی جو پوری ہوگئی۔ خالصتان کی تحریک کے دوران اول الذکر نے انڈیا کی مدد کی اور اب مودی نے میاں صاحب کے سر پر پگڑی باندھ کر ''پگ وٹ'' بنالیا تو آزادی کشمیر کہاں رہ گئی۔ ہماری سفارت کاری خاک رہ گئی۔ افغانستان جو ہمارا مسلمان بھائی ہے جس کیلئے روز اول سے ہماری سرحدیں کھلی ہیں جس کیلئے ہمارے دلوں کے دروازے کھلے ہیں اور جس کے حق میں ہمارے ملک کا بچہ بچہ ''افغان باقی، کوہسار باقی'' کا نغمہ الاپتا ہے مگر وہ ہمیشہ ہمارے وجود کے دشمن انڈیا کی ہم نوائی کرتا اور اپنی سرزمین ہمارے خلاف استعمال کرنے کیلئے انڈیا کو سہولت دیتا ہے۔ کیا یہی سفارت کاری ہوتی ہے؟

کیا عدلیہ بھی سوگئی ہے؟

ایبٹ آباد میں جرگے کے حکم پر بدترین ظلم ڈھایا گیا اور پندرہ سالہ بچی عنبرین کو جلا دیا گیا۔ آسمان گرا، نہ زمین پھٹی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس سوختہ جان کا کیا قصور تھا اور اگر کوئی قصور تھا اور ہم امکانی طور پر بدترین جرم یعنی بدکاری کو بھی مان لیں (یہ مفروضہ ہے۔ ہم مرحومہ پر بحث کی خاطر بھی یہ الزام دھرتے ہوئے اللہ سے ڈر رہے ہیں) پھر بھی یہ کہیں گے کہ ملک میں جنگل کا قانون کب سے رائج ہوا ہے؟ عمران خان کے صوبے میں یہ ظلم! شاید اسی کو وہ نیا کے۔ پی۔ کے کہتے ہیں۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ پیپلز پارٹی کے لیڈر جناب امیر ہزار خان بجارانی، اسی قسم کے کسی جرگہ کا حصہ تھے تو سپریم کورٹ میں طلب ہوئے اور سخت ندامت کے عالم میں جرگہ سے اپنی برأت کر کے معذرت خواہ ہوئے۔

اگر صوبائی حکومت نے اس مظلومہ کا خونِ ناحق، جو بغیر کسی اختیار کے اور نہایت غیر انسانی طور پر بہایا گیا، رزقِ خاک کر دیا تو صوبہ کی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحب ہی از خود نوٹس لیتے۔ یہ نہ ہوا تو وزیراعظم ہی اس ظلمِ عظیم پر ایک آنسو بہادیتے۔ مگر یہاں کسے پروا؟ آخری فریاد چیف جسٹس آف پاکستان سے ہے کہ وہی اس کا نوٹس لیں۔ یہ بچی میدانِ حشر میں یہ سوال ضرور پوچھے گی کہ اسے کس جرم میں آگ میں جھونکا گیا تھا۔ اس وقت انتظامی اور عدالتی حکام یقیناً معرضِ حساب میں طلب کئے جائیں گے۔

اچھی بری حکمرانی کا فیصلہ اسی ایک حادثہ فاجعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ کیا عرب کا زمانہ جاہلیت عود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر آیا ہے؟ کیا دھات پتھر کا دور پلٹ آیا اور انسان واقعی اسفل سافلین میں جا گرا ہے؟

اخباری اطلاعات کے مطابق یہ نام نہاد جرگے دراصل پیشہ ور مجرمین اور جیل سے مفرورین کے گروہ ہیں جو اپنی دہشت سے اس قسم کے جرگے منعقد کرتے اور زرکثیر لے کر اس قسم کے فیصلے کرتے ہیں۔ حکومتی رٹ کی کمزوری انتہا پر ہے کہ گلی گلی عدالتیں لگی ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔

آگ کی سزا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں دے سکتا اور وہ بھی عاقبت میں مگر اس واقعہ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اس دنیا میں قیامت ہی آ گئی ہے۔ فوج کو چاہیے ان جرگوں کے ممبران کو اسی طرح پکڑے جس طرح چھوٹو گینگ کو پکڑا تھا۔

ہم یہاں پر یہ ضرور عرض کریں گے کہ یہ ساری خرابیاں، جاگیردارانہ معاشرے کی پیدا کردہ ہیں۔ نوشہرہ فیروز میں ایک بے نوا گدھا گاڑی والے کو جرم ضعیفی کی یہ سزا دی گئی کہ اس کو پہلے جوتے مارے گئے اور پھر جوتا منہ میں پکڑ کر معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا، حالانکہ معاملہ صرف ٹریفک کا تھا۔ یہ سب کچھ اکیسویں صدی میں، دن دیہاڑے ہزاروں انسانوں کی موجودگی میں ہوا مگر کوئی بھی صاحب ایمان آگے بڑھ کر اس ظلم کو ہاتھ سے روکنے کی جرأت نہ کر سکا۔ کانجو خاندان لاہور میں ہائی کورٹ کے جج کے بیٹے کو پیٹ ڈالے یا قتل ناحق کر ڈالے، دونوں صورتوں میں بری ہو جاتا ہے۔ سندھ میں جتوئی خاندان پولیس کے اعلیٰ افسر کا بیٹا مار ڈالے تو بری ہو جاتا ہے۔ حوا کی بیٹی عنبرین کو پہلے قتل کیا گیا پھر اس کی میت کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ یہ انسانیت سوز واقعہ ہو گیا مگر حقوق نسواں کی چیمپیئن کوئی بھی این۔ جی۔ او آواز اٹھانے کیلئے میدان میں نہ آئی۔

نثار کھوڑو صاحب فرماتے ہیں کہ بھٹو صاحب کی زرعی اصلاحات کے بعد اب جاگیردار ختم ہو گئے ہیں مگر وہ یہ بھی تو بتا دیں کہ یہ کانجو، یہ جتوئی، یہ کھوسے، یہ بھٹو اور جونیجو کون ہیں اور کھاتے کہاں سے ہیں؟ کھوڑو صاحب اتنا ہی بتا دیں کہ وہ خود کتنے سو مربع زمین کے مالک ہیں؟ مرحوم غلام مصطفیٰ جتوئی سندھ کے ہاری تھے یا 96 ہزار ایکڑ زمین کے مالک وڈیرے تھے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بھٹو صاحب نے صوبہ سندھ میں زرعی اصلاحات نافذ ہی نہ کی تھیں۔

یہی وڈیرے، یہی جاگیردار، یہی خوانین اب اسمبلیوں پر قابض ہیں اور جمہوریت بی بی ان کے سیاسی دم کی لونڈی ہے۔ کھوسا سردار لاہور میں اپنی جنسی بے قاعدگی کا حاصل، کس قانون کے تحت بے بس ماں کی ممتا سے چھین کر لے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی کیفیت کو جاگیردار اشرافیہ کی معاشرتی ستم رانی کہا جاتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

© rasailojaraid.com